جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

جرمنی

اخبار احمدیہ

ایڈیٹر:- نعیم احمد فیر

جلد نمبر 8 ماہ فتح 1381ھش مطابق جنوری 2002ء شمارہ نمبر 1

جرمنی بھر میں عیدالفطر نہایت عقیدت سے منائی گئی

مختلف مساجد اور سنٹرز میں ہزاروں احمدیوں نے سنت رسول کے مطابق نماز عید ادا کی

مساجد و مراکز کے علاوہ کرائے پر لئے گئے 22 ہالوں میں عید کے اجتماع ہوئے

مؤرخہ 17 دسمبر 2001ء کو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت نے جرمنی بھر میں عیدالفطر نہایت عقیدت سے منائی۔ تقریباً 30 ہزار افراد جماعت نے تقریباً 74 مراکز نماز کے علاوہ 22 کرائے پر لئے گئے بڑے بڑے ہال میں نماز عید پڑھی اور خطبہ سنا۔ یہ ہال جماعت کی بڑھتی ہوئے تعداد کے پیش نظر کرائے پر لینے ناگزیر ہوگئے تھے۔ اس سال مراکز نماز میں حسب سابق احباب اپنے رب کی عبادت کے لئے اعتکاف بیٹھے۔ آج خدا کے یہ بندے خوش تھے کہ خدا نے انہیں رمضان کے روزے مکمل کرنے اور اس کی غیر معمولی عبادات بجالانے کی توفیق بخشی۔

عید والے دن ہال ایک دوسرے کو مبارکباد کی آوازوں سے گونج رہے تھے۔ مومنوں کے آپس کی محبت کے جذبات سے گلے ملنے کے نظارے قابل دید تھے۔ ننھے منے بچے اپنی جگہ نئے کپڑے پہنے ملتے پر خوش ہو رہے تھے۔ انہیں خدا کے اس فضل پر خوش ہی ہونا چاہئے تھا۔ آخر بڑوں سے عیدی بھی تو مل رہی تھی۔ بہت سے احباب نے پہلے ہی عید کے لئے تحائف وغیرہ اپنے غریب بھائیوں کو دوسرے ملکوں میں بھجوا دیئے تھے۔ جرمنی میں بھی تحائف کا تبادلہ ہوتا رہا اور احباب ایک دوسرے کے گھر رونق افروز ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ اپنے نو احمدی بھائیوں کو بھی کثرت سے عید کی خوشیوں میں شامل کیا گیا۔ غیر مسلم جرمن شرفائے بھی مبارکباد دی اور اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ وسیع پیمانے پر احباب نے عید کے تہوار کا تعارف کروایا۔ اللہ تعالیٰ ہی عید ہمارے لئے حقیقی خوشیوں کی عید بنائے اور ہم خدا کے فضل و کرم کے وارث بنیں۔ آمین۔

ننھے واقفین نے مسجد نور اور بیت السبوح کی سیر کی

مؤرخہ 4 نومبر کو فرنکن تھال کے تمام وقف نو بچے اور بچیاں جن کی تعداد 12 تھی مگر ساتھ دوسرے بچے بچیاں بھی تھیں۔ اس طرح کل تعداد 20 کو بیت السبوح کی سیر کروانے کا پروگرام بنایا گیا۔ دو ہفتے پہلے تمام بچوں کے والدین کو اطلاع کردی گئی تھی۔ 4 نومبر بروز اتوار صبح 8:30 بجے ریلوے اسٹیشن پر آنا شروع ہوگئے۔ چند بچوں کے ہمراہ ان کے والدین بھی اسٹیشن پر اپنے بچوں کو خدا حافظ کہنے آئے تھے۔ 9 بج کر 3 منٹ پر ہماری ٹرین آن پہنچی۔ اس طرح 9 بجے صدر جماعت مکرم عبدالماجد سلیم صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد ہم خدا کے فضل سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ اس قافلہ میں 11 بچیاں اور 9 بچے تھے۔ بچوں کا وقف نو کا سیکرٹری خاکسار تھا اور بچیوں کی وقف نو سیکرٹری محترمہ امۃ الودود ظفر صاحبہ (صدر لجنہ حلقہ) تھیں۔

ہمارا قافلہ Süd Mainz سے ہوتا ہوا Worms پہنچا۔ یہاں سے فرینکفرٹ Hauptwache پہنچے۔ یہاں آکر دیکھا تو وقف نو بچوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے نمائندہ وقف نو مکرم خالد حمید صاحب کھڑے تھے۔

پھر ہم پہلے نور مسجد پہنچے۔ یہاں خادم مسجد مکرم عبدالغفور صاحب نے گرما گرم چائے پیش کی ساتھ چاکلیٹ، چپس، بسکٹ وغیرہ تھے۔ مکرم خالد حمید صاحب نے تقریباً 15 منٹ کی کلاس لگائی۔ اس کے بعد ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کمرہ (رہائش) دکھایا گیا۔ چند تصویریں اور ویڈیو بنائی اس طرح ہماری مسجد نور کی سیر مکمل ہوئی۔ پھر ہم بیت السبوح کی طرف روانہ ہوئے۔ اتوار کا دن تھا اس وجہ سے بار بار بسیں تبدیل کرنا پڑیں۔ اب ہم خدا کے فضل سے بیت السبوح پہنچ گئے۔ بیت السبوح میں مکرم شمس الحق صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے خوش آمدید کہا۔ ہمیں کچن میں لے جایا گیا۔ سب بچوں کو کافی بھوک لگی تھی۔ کھانا تیار ہونے تک مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ بچوں کی سوال و جواب کی محفل رہی۔ مربی صاحب نے کہا کہ بچے اچھی تیاری کرکے آئے ہیں۔ اسی اثناء میں کھانا تیار ہو چکا تھا۔ پھر کھانا کھا کر ساری سیر کروائی۔ MTA کا دفتر اور مبشر سٹوڈیو جو بن رہا ہے، مختلف دفاتر دیکھے۔ پھر وقف نو کے دفتر میں پہنچے وہاں بچوں کو ان کی فائلیں دکھائی گئیں جن کی سہ ماہی رپورٹس ان کو ملیں تھی وہ بچوں کو دکھائی گئیں اور چند بچوں کو نصیحت کی گئی کہ توجہ سے سہ ماہی رپورٹس بھیجا کریں۔ اس ساری سیر کی ویڈیو فلم بھی بنائی گئی۔ پھر ہماری واپسی کا وقت ہو چکا تھا۔ مکرم عبدالشکور ناصر صاحب نے ٹرانسپورٹ میں مدد کی اور ہمارے قافلے کو Kalbach سٹیشن تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء دے۔ آمین۔

پھر ہم بچوں کی خواہش کے مطابق فرینکفرٹ ایئرپورٹ پہنچے وہاں بچوں نے ٹرمینل 1 سے 2 تک چلنے والی گاڑی پر بیٹھ کر سیر کی۔ جیسے ہی P.I.A پر نظر پڑی سب نے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر ہم سب میکڈونلڈ پہنچے جہاں بچوں نے اپنے لئے کھانے پینے کی چیزیں خریدیں اور بہت اچھا

(باقی صفحہ 2 پر)

تبرکات ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نفاق اور ریا کاری

نفاق اور ریا کاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے۔ یہ چھپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہوکر رہتی ہے اور پھر سخت ذلیل کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی چیز کو چھپاتا نہیں، نہ نیکی کو نہ بدی کو۔ سچے نیکوکار اپنی نیکیوں کو چھپاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ انہیں ظاہر کر دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 663)

ریجنل اجتماعات واقفین نو

ریجن بائرن

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بائرن ریجن کو اپنے ریجن میں واقفین نو کیلئے ایک روزہ چوتھا ریجنل اجتماع منعقد کروانے کا موقع ملا۔ یہ ایک روزہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ 20 اکتوبر بروز ہفتہ نوئے فارم مشن میں منعقد کیا گیا۔ ریجن کے تمام بچوں کو ان کے والدین کی معرفت صدر صاحب جماعت کی وساطت سے تقریباً ایک ماہ قبل ایک تفصیلی خط اور پروگرام کے نصاب کے بارہ میں تحریری طور پر اطلاع بھجوائی گئی اور پھر وقتاً فوقتاً خاکسار بذریعہ ٹیلیفون والدین اور صدر صاحب جماعت سے رابطہ کرکے اجتماع کی تیاری اور شمولیت کے لئے تحریک کرتا رہا۔ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاضری کا تناسب 90% سے زائد رہا۔ اس وقت ہمارے ریجن میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے واقفین نو کے بچوں کی کل تعداد 65 ہے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بچوں کا عہد

(باقی صفحہ 2 پر)

ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ

مؤرخہ 11 نومبر 2001ء بروز اتوار ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ کا اجتماع برائے وقف نو ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد ہوا۔ یہ آٹھواں اجتماع تھا۔ اجتماع سے پہلے ناظم اعلیٰ اجتماع و سیکرٹری وقف نو سیکرٹری اجتماع نے چند احباب کے ساتھ مل کر اجتماع گاہ کی تیاری میں حصہ لیا۔ پروگرام کچھ دیر بعد شروع ہوتا ہوا حاضری بہتر ہوجائے۔

اس اجتماع میں 93 میں سے 82 وقف نو بچے اور 59 میں سے 51 بچیاں شامل ہوئیں۔ 75 والد اور 53 والدہ بھی اس اجتماع میں شامل ہوئے۔ 5 سال سے کم عمر کے وقف نو بچے بچیاں 31 کی تعداد میں شامل ہوئے۔

ریجنل امیر صاحب نے اجتماع کا افتتاح کیا۔ آپ نے والدین کو اپنے وقف نو بچوں کی بہتر رنگ میں تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اللہ کے فضل سے ریجن میں بچوں کا علمی اور اخلاقی معیار روز بروز ترقی کر رہا ہے اور آنے

(باقی صفحہ 2 پر)

ریجن زاخسن برانڈن برگ

ریجن زاخسن برانڈن برگ کے وقف نو بچوں کا دوسرا ریجنل اجتماع مؤرخہ 10 تا 11 نومبر برلن مشن ہاؤس میں منعقد ہوا۔ وقف نو بچوں کی حاضری 100 فیصد رہی۔ مجموعی طور پر 21 اطفال نے حصہ لیا۔ والدین اور انتظامیہ شامل کرکے اجتماع میں شامل تعداد 40 بنتی ہے۔ تلاوت قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا اور دعا کے ساتھ مکرم و محترم مربی و ریجنل امیر عبدالباسط طارق اجتماع نے کا افتتاح کروایا۔

دو معیار بنائے گئے تھے معیار صغیر اور معیار کبیر۔ ورزشی مقابلہ جات میں میڈل اور مختلف اشیاء کی صورت میں انعامات دیئے گئے۔ اجتماع میں شامل سب بچوں کو شمولیت کی اسناد دی گئیں۔ پورے سال کی کارکردگی کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین وقف نو کے طور پر عزیزم احسن احمد کو ٹرافی دی گئی۔ 8 سال سے اوپر عمر کے بچوں کو مشن ہاؤس میں ہی

(باقی صفحہ 2 پر)

یورپین کرنسی "Euro" کا اجراء

یورپین اتحادی ملکوں نے اپنی کرنسی Euro یکم جنوری 2002ء سے مارکیٹ میں جاری کردی ہے۔ 17 دسمبر 2001ء کو 10.23□ کی قیمت کے برابر سکوں کی ایک پیکنگ بینکوں نے پہلے جاری کردی تا عوام سکوں کی پہچان کرلیں اور پہلی جنوری کو انہیں استعمال کرنے کی آسانی ہو۔ لوگوں نے بڑے شوق سے بڑی تعداد میں یہ سکے خریدے۔

8 قسم کے سکے اور 7 قسم کے نوٹوں کی شکل میں 12 ملکوں کی یہ مشترکہ کرنسی عوام پرانی کرنسی کے ساتھ ساتھ استعمال کرسکتے ہیں۔ ان 12 ملکوں میں جرمنی، بیلجیم، فن لینڈ، فرانس، یونان، آئرلینڈ، اٹلی، لکسمبرگ، ہالینڈ، آسٹریا، پرتگال اور سپین شامل ہیں۔

یہ سکے 1 سینٹ، 2 سینٹ، 5 سینٹ، 10 سینٹ، 20 سینٹ، 50 سینٹ، 1 یورو، 2 یورو کی شکل میں دستیاب ہیں۔ 1 اور 2 یورو کے سکوں میں دو رنگ بھرے ہیں چاندی اور سونے کا۔ 10، 20 اور 50 سینٹ کے سکے گولڈن رنگ کے ہیں اور ایک دو اور 5 سینٹ کے سکے تانبے کے رنگ کے ہیں۔ سکوں کی ایک طرف 12 ستارے اور یورپین یونین کا نشان بنا ہوا ہے اور دوسری طرف ہر ملک کا اپنا اپنا نشان ہے لیکن نشان کسی ملک کا بھی ہو یہ سکے، ان تمام ملکوں میں چل سکیں گے۔

(باقی صفحہ 2 پر)

اس شمارہ میں

☆ تبرکات
☆ جہاد یا دہشت گردی
☆ یورپین کرنسی "ایرو □"
☆ جرمنی کے شب و روز (خبریں)
☆ نصائح
☆ سانپ اور اُن کے زہر (قسط 2)
☆ مسٹر Hohmann اور مکرم ہدایت اللہ ھبش صاحب کے درمیان خط و کتابت
☆ نظم۔ اے میرے سانسوں میں بسنے والو!

اداریہ

››› نیا سال مبارک ‹‹‹

31 دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی شب نئے سال کا آغاز ہوتے ہی تمام دنیا میں خوشی کا ایسا طوفان برپا کیا جاتا ہے کہ جس میں ہر قسم کی اخلاقی اور معاشرتی قدروں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور جس پر بے تحاشا اخراجات کئے جاتے ہیں۔ شہروں کو سجایا جاتا ہے۔ گلیوں میں روشنیاں کی جاتی ہیں۔ دکانوں اور گھروں میں نئے تحفوں کے ڈھیر سجے ہوتے ہیں۔ لوگ نئے کپڑے پہنتے ہیں۔ پھلجھڑیاں اور پٹاخے بھی خوب خریدے جاتے ہیں پھر نئے سال کے شروع ہونے کے ساتھ ہی یہ پٹاخے اور پھلجھڑیاں چھوڑی جاتی ہیں۔ خوب دھوم دھڑا کا کیا جاتا ہے لوگ گھروں سے باہر آتے ہیں۔ دیہات میں لوگ ایک دوسرے سے ملتے ملاتے ہیں اور نئے سال کی مبارکباد دیتے ہیں اور بڑے بڑے شہروں میں خاص خاص جگہوں پر لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے۔ خوب باجے بجائے جاتے ہیں شور کیا جاتا ہے۔ بے حساب شراب پی جاتی ہے۔ غرضیکہ خرمستی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی۔

اگر ہم کسی سے سوال کریں کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ کیوں اتنے اخراجات کئے جاتے ہیں؟ کیوں خوشی میں ایسا مست ہوا جارہا ہے کہ اچھے برے کی تمیز ہی نہیں رہتی؟ کیوں پٹاخے چھوڑ چھوڑ کر ایک دوسرے کے کان پھاڑے جاتے ہیں؟ جواب دینے والا یقیناً یہی کہے گا کہ نیا سال شروع ہوا ہے۔ مگر کیا کبھی کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ جس نئے سال کو ہم نے ایسی ہی خوشیوں سے شروع کیا تھا اس میں کیا کیا تھا؟ کیا ماہ و سال بنانے والے مالک کا بھی شکر ادا کیا اور شکر بھی اسی طرح جس طرح اُس نے بتایا تھا؟ کیا اپنے دن رات اُسی طرح گزارے جس طرح مالک حقیقی نے کہے تھے؟ کیا ہم نے بندوں کے حقوق بھی اسی طرح ادا کئے جس طرح ادا کرنے کا حق تھا؟ بڑے بڑے سرمایہ داروں اور سیاستدانوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا ہم دنیا میں اس سال امن قائم رکھنے میں کامیاب ہوگئے؟ کیا ہم نے دنیا سے غربت دور کرنے کے لئے بھی کچھ کیا؟ یہ اور اسی طرح کے اور سوالات بھی اس موقع پر ہمارے ذہن میں آنے چاہئیں تا ہم یہ عہد کریں کہ آئندہ سال ہم اپنی غلطیاں دہرائیں گے نہیں بلکہ اچھے کام کرنے کی کوشش کریں گے اور ہم سال شروع ہوتے ہی یہ عزم کرتے ہیں۔ اگر ہم ایسا سوچیں تو واقعی ہمارے لئے یہ موقع خوشی کا موقع ہے۔

لیکن کیا خوشی منانے کا یہی طریق ہے؟ کیوں نہ نیا سال شروع ہوتے ہی ہم خوشی سے سجدہ شکر بجالائیں۔ خدا کے حضور سجدہ! جس نے ہمیں اب تک زندہ رکھا اور یہ سال دیکھنا نصیب کیا اور ہمیں یہ نعمتیں عطا کیں جن سے ہم لطف اندوز ہوئے۔ پس انہی جذبات اور نیک خواہشات کے ساتھ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں نئے سال کی ''مبارکباد'' پیش کرتے ہیں۔

بقیہ:- اجتماع وقف نو ریجن بائرن

دوہرایا گیا۔ ریجنل امیر صاحب مکرم محمود احمد صاحب نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ ہی ہمارے ایک روزہ اجتماع کا افتتاح ہوا۔ اس مختصر تقریب کے بعد بچوں اور بچیوں کے درمیان علمی مقابلہ جات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بچوں اور بچیوں کے درمیان علیحدہ علیحدہ ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ ان مقابلہ جات کے دوران محترم امیر صاحب اور خاکسار کے ساتھ والدین کی ایک میٹنگ کا انعقاد ہوا۔ جس میں والدین کو ان کی ذمہ داری کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلای گئی اور والدین کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جوابات محترم امیر صاحب اور خاکسار نے دیئے۔ اس میٹنگ کے بعد اختتامی پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد بچوں اور بچیوں میں انعامات تقسیم کئے گئے اور تمام بچوں کو شمولیت کی سند دی گئی۔ آخر میں والدین کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے محترم امیر صاحب نے اس بات کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی کہ ایسے تمام والدین جنہوں نے اپنے بچوں کو اس بابرکت تحریک میں شامل کیا ہے ان کیلئے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ کہیں ان کے بچے غلط راستہ پر تو نہیں جارہے۔ اس کے لئے والدین کو خود ایک نمونہ بن کر اپنے بچوں کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ اگر والدین آپس میں لڑائی جھگڑا کریں گے اور خود بے نماز ہوں گے اور اس طرح سے اگر وہ خود جھوٹ جیسی بُری لعنت کو ترک نہیں کریں گے تو وہ اپنے بچوں کی احسن طریق سے تربیت نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے والدین کو خود ان باتوں سے پرہیز کرنا ہوگا۔

(رپورٹ:- سید سہیل ظہور
، ریجنل معاون سیکرٹری وقف نو، بائرن ریجن)

بقیہ:- اجتماع وقف نو ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ

والا اجتماع سابقہ اجتماع سے بہتر صورت کی طرف جارہا ہے۔ بعد میں بچوں کا نصاب کے مطابق امتحان بھی لیا گیا۔ ظہر وعصر کی نمازوں کے بعد ''یوم والد'' کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ جس میں والدین کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا۔ محترم ڈاکٹر محمود احمد صاحب طاہر نیشنل سیکرٹری تربیت کی نگرانی میں بچوں کے درمیان کوئز پروگرام، دینی معلومات اور بیت بازی کے مقابلے ہوئے جو آپ نے بہت پسند کئے۔ معیار صغیر اور معیار کبیر بچوں کے درمیان علیحدہ علیحدہ ورزشی مقابلہ جات وفٹ بال میچ ہوئے۔ افتتاحی اجلاس محترم ڈاکٹر صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں ایک وقف نو بچے نے آنحضرت ﷺ کی سیرت پر زبانی تقریر کی۔ سیکرٹری صاحب اجتماع نے رپورٹ پیش کی۔ آخر میں ڈاکٹر صاحب نے حاضرین کو اپنے قیمتی نصائح سے نوازا اور اپنے ہاتھ سے بچوں میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی دعا کروائی۔ بچیوں کے پروگرام علیحدہ محترمہ ریجنل صدر صاحبہ کی زیر نگرانی ہوئے جس کے اختتام پر محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھی شریک ہوئیں اور آخر میں بچیوں اور ماؤں کے لئے علیحدہ علیحدہ میوزیکل چیئر کے مقابلہ جات بھی ہوئے۔

(رپورٹ:- سیکرٹری اجتماع محمد یعقوب)

بقیہ:- اجتماع وقف نو ریجن زاخسن برانڈن برگ

رات کو رکھا گیا تھا اور معابعد صبح کی سیر کروائی گئی۔ جماعت برلن کا پورا تعاون ساتھ رہا۔

اسی طرح انہوں نے ہی اختتامی کارروائی کی صدارت کی اور انعامات تقسیم کئے۔ اپنے اختتامی خطاب میں انہوں نے اسے ایک کامیاب اجتماع قرار دیا۔ الحمدللہ۔ ☆☆☆

سانپ اور اُن کے زہر — قسط 2

دنیا کے مختلف علاقوں میں جہاں سانپ کثرت سے ملتے ہیں، لیبارٹریاں قائم کی گئی ہیں، جو زہریلے سانپوں کا زہر اکٹھا کر کے اس کے خلاف تریاق (انٹی وینن) تیار کرتی ہیں۔ تریاق کی تیاری کے دوران زہر کی قاتل خوراک کے 1/100 حصہ سے لے کر 1/10 تک زہر گھوڑے یا گائے کے جسم میں وقفہ وقفہ سے داخل کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ گھوڑا قاتل خوراک سے کئی گنا زیادہ زہر کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے تقریباً تین ماہ لگ جاتے ہیں۔ گھوڑے کے جسم کا مدافعتی نظام زہر کے خلاف بعض مادے پیدا کرتا ہے، جنہیں انٹی باڈیز (Antibodies) کہا جاتا ہے۔ یہ متعلقہ زہر کو بے اثر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ چونکہ یہ زہر کے خلاف پیدا ہوتی ہیں اس لئے عرف عام میں انٹی وینن (Antivenin) کہا جاتا ہے۔ گھوڑے کے جسم سے خون حاصل کر لیا جاتا ہے جس سے انٹی وینن الگ کر لی جاتی ہے۔ گھوڑے کو زہر کا ٹیکہ باقاعدہ لگا کر 6 سے 7 سال کے عرصہ میں 700 لٹر سے بھرپور خون حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس تریاق کو مزید صاف کر کے اس کی کارکردگی اور عمر بڑھائی جاتی ہے اور ٹیکوں کی صورت میں ہسپتالوں میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

تریاق بنانے کی صنعت نے اب تو مزید ترقی کر لی ہے۔ بجائے ایک سانپ کے خلاف تریاق بنانے کے، اب اس علاقہ میں پائے جانے والی تمام زہریلی انواع کے خلاف ایک تریاق تیار کر لیا گیا ہے! اس طرح ایک ہی ٹیکہ سے مختلف انواع کے زہر کے خلاف صحت حاصل کی جاسکتی ہے۔

تریاق استعمال کرتے وقت الرجی یا حساسیت کا ٹسٹ ضروری ہے۔ بعض لوگوں کو گھوڑے میں پیدا ہونے والے مادوں سے قدرتی الرجی ہوتی ہے، ان کے لئے دوسرے جانوروں مثلاً گائے وغیرہ سے حاصل شدہ تریاق سے علاج کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات زہر سے زیادہ الرجی قاتل ثابت ہوتی ہے جس کو کسی طرح بھی کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔

دنیا کے مختلف خطوں میں سانپ کے زہر کے تریاق کے طور پر بہت سی جڑی بوٹیاں استعمال میں لائی جاتی ہیں لیکن اب تک کسی بوٹی یا درخت سے سانپ کا تریاق دریافت نہیں ہو سکا اور نہ ہی کوئی ایسا کیمیائی مادہ دریافت ہوا ہے جو کسی طور پر بھی سانپ کے کاٹے کا علاج تصور ہو سکے۔

(ماخوذ از ''سرزمین پاکستان کے سانپ''، مصنفہ محمد شریف خان)

دنیا کا انوکھا انسان

ولیم ای ہاسٹ (William Haast) جو میامی میں ہوام کے چڑیا گھر (Serpentarium) کا ڈائریکٹر رہا ہے، شائد دنیا کا وہ واحد شخص ہے جسے سب سے زیادہ اور مختلف انواع کے سانپوں نے ڈسا ہے۔ چنانچہ اسے سو سے زائد مرتبہ یہ حادثہ پیش آچکا ہے۔ اس کے جسم میں مختلف سانپوں کے زہر کے خلاف مدافعت پیدا ہو چکی ہے جس کو جاری رکھنے کے لئے مسٹر ہاسٹ کو بار بار مختلف زہریلے سانپوں کے زہر کو ملا کر وقفہ وقفہ سے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ہاسٹ کو زہریلا سانپ کاٹنے سے ابتدائی تکلیف تو ہوتی ہے مگر موت واقع نہیں ہوتی۔ ہاسٹ کا ایک دلچسپ واقعہ ہے جو عام بیان کیا جاتا ہے۔ 1966ء میں پیرو، جنوبی امریکہ میں، جنگل میں کام کرتے ہوئے ایک بچے کو ایک نہایت ہی زہریلا سانپ ڈس گیا۔ ابھی اس سانپ کے زہر کے خلاف بدقسمتی سے تریاق تیار نہیں ہوا تھا۔ ذرا دیر کرنے پر بچے کی موت یقینی تھی۔ پیرو کی حکومت نے فوری طور پر مسٹر ہاسٹ سے رابطہ قائم کر کے انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعہ پیرو کے جنگل میں منگوایا، جہاں مسٹر ہاسٹ کا خون بچے کو ٹیکے کے طور پر دیا گیا اور اس طرح بچے کی جان بچی!

سانپ کے زہر کا تریاق

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، دنیا کے مختلف قبائل میں زمانہ قدیم سے یہ معلوم تھا کہ سانپ کے زہر کے خلاف انسانی جسم میں مدافعت پیدا کی جاسکتی ہے جو عارضی ہوتی ہے اور اسے قائم رکھنے کے لئے جسم میں بار بار زہر داخل کرنا پڑتا ہے۔ اس قسم کے تجربات کا نچوڑ 1887ء میں سامنے آیا، جب کبوتروں پر زہر سے تجربات کر کے یہ ثابت کیا گیا کہ یہ مدافعت کبوتروں میں بھی پیدا ہوتی ہے۔

بقیہ:- یورپین کرنسی ''ایرو□'' کا اجراء

جرمنی نے اپنے ایک اور دو ایرو کے سکوں پر قومی نشان عقاب بنایا ہے۔ 20,10 اور 50 سینٹ کے سکوں پر برانڈن بُرگ دروازے کا نشان ہے۔ ایک، دو اور پانچ سینٹ کے سکوں پر آئشن نامی درخت کی ٹہنیاں بنائی ہیں۔

سات قسم کے نوٹوں کو 5□، 10□، 20□، 50□، 100□، 200□ اور 500□ کی شکل میں جاری کیا گیا ہے ہر قسم کے نوٹ کا اپنا علیحدہ رنگ اور علیحدہ سائز ہے۔ ہر نوٹ پر کچھ ایسے نشانات بنائے گئے ہیں کہ آپ اگر نوٹ کو خاص روشنی میں دیکھیں یا نوٹ کو ہلکا سا ٹیڑھا کر کے دیکھیں تو یہ لکیریں یا نشانات نظر آسکتے ہیں جو اصلی نوٹ کی پہچان ہیں۔

28 فروری 2002ء تک آپ مارک اور پینی میں خرید وفروخت کرسکتے ہیں اور اپنے بینکوں سے مارک کو ایرو میں بدل سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ یکم مارچ سے 31 مارچ 2002ء تک صرف صوبائی سنٹرل بینکوں سے مارک اور پینی بدل سکتے ہیں۔ اس پر کوئی چارجز نہیں لئے جائیں گے اور تعداد و قیمت کی بھی کوئی قید نہیں ہوگی۔

اس کے بعد آپ ہر ملک کے نوٹ اس ملک کے مرکزی بینک سے بدل سکتے ہیں۔

☆☆ ☆☆☆ ☆☆

بقیہ:- بیت السبوح کی سیر

شپیل پلاٹس تھا وہاں سب بچوں نے بہت لطف اُٹھایا۔ تقریباً ایک گھنٹہ بچے خوب کھیل کود میں مصروف رہے۔ پھر ہمارا قافلہ واپس فرنکن تھال رات کے 10:15 بجے خیر وعافیت سے پہنچا۔ الحمدللہ۔ اسٹیشن پر بچوں کے والدین موجود تھے۔ خوشی سے اپنے بچوں کو سینے سے لگایا۔ کیونکہ صبح 9 بجے سے بچھڑے رات کو ساڑھے دس بجے ملتے تھے۔ میری تمام احمدی احباب سے گذارش ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ ایسے پروگرام بناتے رہا کریں۔ (مظفر احمد ظفر، سیکرٹری وقف نو)

حقائق کی روشنی میں

جماعت احمدیہ کا تصوّرِ جہاد

مضمون نگار:۔ شیخ عبدالمجید

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ اور ان کی انگیخت سے دوسرے عرب قبائل کی ظالمانہ کارروائیاں اس حد تک پہنچ چکیں تھیں کہ بالآخر آنحضور ﷺ اور آپکے صحابہؓ مدینہ ہجرت کر جانے پر مجبور ہو گئے لیکن آپؐ کی ہجرت کے بعد بھی جب اہل مکہ کی مخالفانہ کارروائیوں کا سلسلہ بند نہ ہوا تو اذن الٰہی سے مشرکین مکہ کے خلاف دفاع کی غرض سے آپ کو جہاد کا حکم ہوا اور یوں اہل مکہ سے دفاعی لڑائیوں کی صورت میں ان کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے دور میں ہونے والی لڑائیوں کا جائزہ لیا جائے تو انکے تاریخی تناظر میں جہاد بالسیف کا مسئلہ نہایت صاف اور سیدھا نظر آتا ہے۔ آپؐ نے اشاعت اسلام کی غرض سے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی۔ آپ کی تعلیم بھی یہی تھی اور آپکے سوانح سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ایسی تمام لڑائیاں مدافعانہ تھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے جہاد کا حکم کمزوری کی حالت میں ہوا اور یہ امر آیات قرآنی سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کی مظلومیت کی وجہ سے جہاد واجب ہوا۔ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ (الحج :40)

"وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔" علاوہ ازیں جہاد بالسیف کے لئے اسلام نے کچھ شرائط مقرر کی ہیں جب وہ شرائط موجود ہوں گی تو جہاد بالسیف فرض ہو جائے گا اور جب وہ شرائط مفقود ہونگی تو جہاد بالسیف جائز نہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید میں بیان کردہ شرائط کا یوں ذکر فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف یونہی لڑائی کیلئے حکم نہیں فرماتا بلکہ صرف ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اس بات سے روکیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کاربند ہوں اور اس کی عبادت کریں اور ان لوگوں سے لڑنے کا حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق اللہ کو جبراً دین میں داخل کرتے ہیں۔"

(نور الحق، حصہ اوّل، ص 46 روحانی خزائن، جلد 8 ص 62)

رسول خدا ﷺ کی مشرکین مکہ کے خلاف لڑائیاں قرآن کریم کی پیش کردہ شرائط پر پوری اترتی ہیں، شریف النفس غیروں اور غیر جانبدار محققین نے بھی ان لڑائیوں کا یہی تجزیہ پیش کیا ہے کہ آپؐ نے معاندین اسلام کے خلاف اُس وقت تلوار اُٹھائی جب آپؐ پر حد سے بڑھ کر مظالم توڑے گئے کیونکہ آپ کے ہاتھ تو سلامتی کے ہاتھ تھے اور جارحیت کی تلوار سے سراسر ناآشنا تھے اور آپ کی اختیار کردہ جنگی پالیسی کو یہ انصاف پسند محققین کلیتًا سلامتی، امن اور دفاع کی پالیسی قرار دیتے ہیں۔

تاہم بعض غیر ثقہ مسلم مؤرخین کی ایسی تحریریں بھی موجود ہیں جو انہوں نے مؤرخ کی حیثیت سے ہٹ کر اور تاریخ اسلام کے ماخذ سے چشم پوشی کرتے ہوئے مذہبی مناظر کی حیثیت سے سپرد قلم کی ہیں جن میں انہوں نے سراسر غیر مستند مواد کا سہارا لیتے ہوئے اپنے مخصوص نظریات کو تقویت دینے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر آپ ﷺ کی اشاعت اسلام کیلئے کوششوں کو جبر سے وابستہ کرنے کی جسارت کی ہے۔ اور مخالفین اسلام ایسے ہی علماء کے حوالے پیش کر کے اسلام کو جبر کا مذہب قرار دیتے ہیں۔ مثلاً مولانا مودودی صاحب نے جو تصور جہاد پیش کیا ہے، انہی کی کتاب سے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

"اسلام کی اشاعت جب رسول خدا ﷺ کی اخلاقی اور روحانی طاقتوں سے ممکن نہ ہو سکی تو بالآخر جہاد بالسیف کی اسلامی تلوار میدان سے باہر نکلی اور اس نے مشرکین مکہ اور اردگرد کے قبائل کے کفر کے زنگ دور کر کے ان کے دلوں میں اسلام اور ایمان داخل کر دیا۔ اس طرح اشاعت اسلام اتنی سرعت سے ہوئی کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہوگئی۔" (خلاصہ الجہاد فی الاسلام، صفحہ 137-138)

انّا للّٰہ وانا الیہ راجعون

یہی وہ گندہ بہیمانہ الزام ہے جو یورپ کے بعض یاوہ گو مستشرقین آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر لگاتے ہیں اور دنیا کے سامنے مذہب اسلام کو دہشت گردوں اور بنیاد پرستوں کا مذہب ثابت کرتے ہیں ہمارے ایسے ہی علماء کی ایسی ہی کرم فرمائیاں معاندین اسلام کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔ جبکہ اس جہاد کی حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی اور وہ وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی اور جس کا ذکر اوپر کی سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

علاوہ ازیں آخری زمانہ میں بھی عام مسلمانوں میں جہاد کا ایک خاص تصور ایسے ہی علماء کی خلاف تعلیم اسلام تحریروں کے نتیجہ میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سے مسلمان ایک خونی مہدی کا انتظار کر رہے ہیں جو آخری زمانہ میں تشریف لا کر کفر کی طاقتوں کے خلاف قتال کریں گے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کے خونی مہدی اور ان کے ساتھ وابستہ جہاد بالسیف کے عقیدہ کو لغو قرار دیا ہے اور اس کے بد نتائج سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس زمانہ کے ان اسلامی فرقوں کا مسئلہ جہاد اور پھر اس کے ساتھ یہ تعلیم کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب ایک خونی مسیح پیدا ہوگا۔ جس کا نام امام محمدؑ ہوگا مسیح اس کی مدد کے لئے آسمان سے اُترے گا وہ دونوں مل کر دنیا کی غیر قوموں کو اسلام کے انکار پر قتل کر دیں گے نہایت درجہ اخلاقی مسئلہ کے مخالف ہے کیا یہ وہ عقیدہ نہیں کہ جو انسانیت کے تمام پاک قویٰ معطل کر دیتا ہے ایسے عقائد والوں کو ہر ایک قوم سے منافقانہ زندگی بسر کرنی پڑی ہے یہاں تک کہ غیر قوم کے حکام کے ساتھ بھی سچی اطاعت کے ساتھ پیش آنا محال ہو جاتا ہے بلکہ دروغ گوئی کے ذریعہ ایک جھوٹی اطاعت کا اظہار کیا جاتا ہے۔" (مسیح ہندوستان میں، صفحہ 8-9)

اس قسم کے خونی جہاد کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تصور جہاد دیا نہ صرف وہ وقت کی ضرورت تھا بلکہ وقت ثابت بھی کیا کہ اسی پر عمل کرنے میں مسلمانوں کی بھلائی اور فتح تھی۔ آپ نے آج سے ایک سو سال قبل فرمایا تھا:

"قلم اور دلائل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں یہی وجہ ہے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ سیف کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے، اس لئے اب کسی کے شایان شان نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دے۔" (ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ، صفحہ 30)

یہ وہ بنیادی ہدایت تھی کہ جس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں عالم اسلام اس آخری زمانہ میں سرخرو ہو سکتا تھا بلکہ ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ کے لئے آنحضور ﷺ کی طرف سے مقرر کئے گئے حکم و عدل کی اس بات پر کان نہ دھرنے کے نتیجہ میں ناقابل تلافی نقصان اٹھانے کے بعد بعض حلقوں کی طرف سے یہ آوازیں سنائی دینے لگی ہیں کہ ہم کفر کی طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ

لایدان لقتالھما

ایسے موقع پر اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

آج بہت سی حکومتوں کا ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی حکومتوں میں اسلام کے عادلانہ نظام کو ترک کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے اعتماد کی فضا معدوم ہو چکی ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ علماء سُو نے اپنے مذہبی اختلافات کو سیاسی رنگ دے کر ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا ہوا ہے، پس جب تک عوام مُلاّں کی پیدا کردہ ان اُلجھنوں سے آزاد نہیں کرائے جاتے، وہ ایک خطرناک معاشرتی دلدل میں پھنستے ہی چلے جائیں گے کیونکہ ملاّؤں نے تمام اسلامی سیاست کو مریض بنا رکھا ہے اور عوام کو خونی مہدی مسیح جیسے عقیدہ سے وابستہ کر کے اور جہاد بالسیف کے مروجہ عقیدہ کو ان کے جزو ایمان کیا ہے۔

پس مسلمان حکمرانوں کو اپنی حکومتوں میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر کے سب سے پہلے مروجہ تصور جہاد کے بارے میں دوٹوک فیصلہ کرنا ہوگا اور اس غیر فطرتی اور غیر اسلامی تصور جہاد کے خلاف اپنی تمام حکومتی مشینری اور میڈیا کو بروئے کار لا کر ملاّں کی غیر انسانی اور غیر اسلامی جہاد کی قلعی کھولنی ہوگی تاکہ عوام انتہا پسند علماء اور بنیاد پرستوں کے چُنگل اور فریب جہاد سے نکل کر اسلام کی روشن خیال تعلیم سے وابستہ ہو کر پُرامن شہری بن سکیں۔

کاش کے مسلمانوں نے علماء سؤ کی ایماء پر جہاد بالقرآن یعنی جہاد کبیر کا سلسلہ بند نہ کیا ہوتا یا کم از کم جماعت احمدیہ کے ذریعہ جہاد بالقرآن یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام کا سلسلہ جو ساری دنیا میں جاری ساری ہے اس کی ان ملاّؤں کی ایماء پر مخالفت ہی نہ کرتے اور نہ راستے کی رُکاوٹیں پیدا کرتے اور نہ مخالفت پر کمربستہ ہوتے تو آج یہ اس قسم کی صورت حال سے دوچار نہ ہوتے اور آج عالم اسلام کو یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔ عالم اسلام کا اندرونی تفرقہ زور پکڑ چکا ہے، جس کی وجہ سے بیرونی حملوں کو آئے دن اپنے اوپر وارد کر رہا ہے۔ آج عالم اسلام کثرت سے اخلاقی عیوب اور قومی امراض پال رہا ہے۔ آج مسلم ممالک کی باہمی نفرت اور بغض عروج پر ہے۔ مسلم عوام اور حکومتوں کا انسانی مذہبی رشتوں کا تعلق بلکی ٹوٹ چکا ہے یہی وجہ ہے کہ کُھلی کُھلی بربریت کے باوجود عوام اور ان کی حکومتیں خاموش ہیں ان کی اس قدر پستی اور زوال کے اسباب تلاش کئے جائیں تو پتہ چل سکتا ہے کہ عالم اسلام نے امن و آشتی کے شہزادے کا انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر مورد غضب الٰہی ہو رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی کہلانے والی حکومتوں اور ان کے عوام کو امن نصیب نہیں ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اٹل سنت ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور امن کے شہزادوں کا انکار کر کے ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں اور اپنی روش سے باز نہیں آتے بالآخر انہیں ایسے ہی حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے نااتفاقی ان میں گھر کر لیتی ہے چونکہ وہ امن میں خلل انداز ہو رہے ہوتے ہیں اس لئے وہ خود امن کی برکات سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ تشدد اور دہشت گردی پھیلانا ان کا شیوہ بن کر رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت کا سایہ اس اُمت مرحومہ پر کرے اور تمام مسلمانوں کو اس نام نہاد جہاد بالسیف کے تصور سے نجات دے اور ان لوگوں کے شر سے اسے محفوظ رکھے جو مذہب کے نام انسانیت سے خون کی ہولی کھیلنا چاہتے ہیں اور حقیقی جہاد یعنی اصلاح نفس اور اشاعت اسلام میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆

جماعت احمدیہ کی تربیت کی پہچان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہماری جو بڑی نسل ہے اس نے قرآن کریم کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور اکثر ہم میں بالغ مرد وہ ہیں جو دین سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن ان کو یہ سلیقہ سکھایا نہیں گیا کہ قرآن سے محبت کے بغیر دین سے محبت رکھنا کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وقتی طور پر فوائد تو ہیں۔ لیکن ان فوائد کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ ان کی دین سے محبت، دین کے لئے وقت نکالنا، دین کے لئے محنت کرنا، ان کو گھیر کر قرآن کی طرف لے آئے۔ اگر یہ پیدا نہ ہو تو کوششیں بے کار ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا پہلا تعارف ذٰلک الکتاب ہے۔ وہ کتاب جس کی قومیں انتظار کر رہی ہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے اس کتاب کا انتظار تھا بنی آدم کو۔ اب جب یہ آگئی تو کتنے ہیں جو اس پر پیٹھ پھیر کے چلے جاتے ہیں۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ یہ رسول شکوہ کرے گا۔ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا۔ پس آپ وہ قوم نہ بنیں جن سے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کو شکوہ ہو کہ اے خدا میری کہلانے والی، مراد کہلانے کا مضمون اس میں داخل ہے، کہلانے والی قوم نے اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ مہجور کی طرح چھوڑ کر چلی گئی۔ پس آج جماعت احمدیہ کینیڈا کی تربیت کی ایک ہی پہچان ہے۔ کیا آپ کے متعلق آنحضرت ﷺ کا یہ شکوہ، جائز تو ہوگا شکوہ مگر آپ دل میں سوچ کے دیکھیں کہ یہ شکوہ آپ پر اطلاق پائے گا کہ نہیں آپ میں سے کتنے ہیں جن کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ قیامت کے دن خدا کے حضور عرض کر سکتے ہیں کہ اے خدا یہ میری قوم ہے جس نے قرآن کو مہجور کی طرح نہیں چھوڑا۔ پس بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور عبادت کی جان قرآن کریم ہے۔ عبادت سے پہلے بھی قرآن ہے، یعنی تہجد کے وقت بھی جتنی توفیق ملے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ اور عبادت کے دوران بھی تلاوت ہے اور عبادت کے بعد بھی تلاوت ہے۔ پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے۔ جس کے بغیر ہماری تربیت ہو نہیں سکتی۔

(خطبہ جمعہ 4 جولائی 1997)

Vol. 8 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 1
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

جرمنی کے شب وروز

جرمنی میں سردی کی شدید لہر

جرمنی میں سردی کی شدید لہر آئی اور خوب برفباری بھی ہوئی جس کی وجہ سے آمدورفت میں شدید مشکلات کا سامنا ہوا۔ ہائی ویز پر برفباری کی وجہ سے کئی سو کلو میٹر تک ٹریفک جام رہا اور لوگ 24 گھنٹے تک اپنی کاروں میں پھنس کر رہ گئے مختلف تنظیموں نے انہیں خوراک اور بچوں کی اشیائے ضرورت مہیا کیں نیز بیماروں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعہ فوری ہسپتال لے جایا گیا۔ لوگوں نے سڑکیں صاف کرنے والے ادارے کے خلاف احتجاج کیا کہ کیوں انہوں نے بروقت سڑکیں صاف کرنے کا انتظام نہیں کیا۔ شمالی جرمنی میں محکمہ موسمیات نے منفی 45.9 درجہ حرارت ریکارڈ کیا۔ اس سے پہلے اتنا کم درجہ حرارت ریکارڈ میں نہیں ہے۔ گویا اس علاقہ میں سردی کا نیا ریکارڈ قائم ہوا۔ عوام کو ایسے موسم میں سفر کرنے سے اجتناب کرنے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے۔ بائرن میں لوگ خوفزدہ ہیں کیونکہ برف کے تودے گرنے کا خطرہ ہے۔

بائرن اور تھیورنگن صوبوں میں برف کے بوجھ سے کئی درخت گر گئے۔ ہائی ویز پر بھی حادثات کی مختلف خبریں ملی ہیں۔ A-7 جو ایک بڑی شاہرہ ہے۔ 6 گھنٹہ تک اس لئے بند رہی کہ برف کا پانی پگھل کر سڑک پر کھڑا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ٹریفک نہیں چل سکتی تھی۔

افغانستان کے لئے امن فوج میں جرمن افواج کی شمولیت

افغانستان کے لئے امن مشن میں جرمن فوج کی شمولیت کا فیصلہ کرسمس سے پہلے کرلیا جائے گا۔ لیکن اس سے پہلے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو فیصلہ کرنا ہوگا۔ اس فیصلہ کی روشنی میں Bundestag میں جرمن فوج کی شمولیت کے بارے میں ووٹنگ کی جائے گی۔ لیکن اس ضمن میں Grüne پارٹی میں اس بارے میں بحث و مباحثہ جاری رہی۔ PDS پارٹی UNO کے فیصلے کا انتظار کر رہی ہے اور یونین کا مطالبہ ہے کہ یہ بات واضح کی جائے کہ امن فوج میں جرمن فوج کا کیا کردار ہوگا۔ ان تمام باتوں کے واضح ہو جانے کے بعد ہی کوئی حتمی فیصلہ ہو سکے گا۔ دیکھنا یہ تھا کہ Rot + Grün اتحاد اس معاملے آپس میں کتنا تعاون کریں گے۔ لیکن کیا افغانستان میں جرمن سپاہیوں کی حفاظت کا مکمل انتظام ہوگا۔ اس بات کو طے کرنے کے لئے برطانیہ کے ساتھ جرمن ہائی کمان کی بات چیت لندن سے قریب جگہ پر ہوئی ہے۔ جرمنی کا ایک وفد جو کہ نو افراد پر مشتمل ہے افغانستان جائزہ لینے کے لئے گیا ہوا ہے۔ اُدھر کابل ائیرپورٹ پر رن وے کے نیچے بم نکلنے کی وجہ سے فوج بھجوانے میں دیر ہو رہی ہے۔ 1500 فوجی جرمنی سے کابل جائیں گے۔

خراب چاکلیٹ

اکتوبر کے ماہ میں یہ خبر سامنے آئی کہ Aldi مارکیٹ کی Chateau اور Cheoeur نامی چاکلیٹ میں خرابی کے باعث Salmonela Oranienburg نامی بیماری ہو سکتی ہے۔ اگرچہ Aldi نے اس چاکلیٹ کی کھیپ واپس کروادی ہے لیکن ابھی بھی نئے چاکلیٹ میں خرابی کا امکان ہے۔ یہ بات جرمنی کے مشہور رسالہ "فوکس" نے روبرٹ کوخ انسٹیٹیوٹ کے ہلمٹ ٹیشپے (Helmut Tschäpe) کے حوالے سے لکھی ہے۔

بے روزگاری

ایک خبر کے مطابق جرمنی میں سال 2001ء میں تقریباً 34 ہزار کمپنیاں کنگال ہوگئی ہیں یہ تعداد 2000ء کی نسبت کافی زیادہ ہے اگر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو اس سال درمیانے درجہ کے لوگ (محنت کش) بے کار ہو جائیں گے اور یہ تعداد چار ملین تک ہو سکتی ہے۔ سال 2002ء کے انویسٹمنٹ پلان میں 11 کروڑ مارک کی کمی نظر آئی ہے۔ اس کا اثر محنت کش افراد پر پڑے گا جن کی آمدنی میں واضح کمی ہوئی ہے۔ رسالہ Spiegel کے مطابق بون کے ایک رائے عامہ معلوم کرنے والے ادارے نے پچھلے سال تقریباً دس ہزار ایسے لوگوں سے مختلف سوال کئے جو بے روزگار بیٹھے تھے۔ 20 فیصد نے جواب دیا کہ وہ صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ کام دلانے والا ادارہ اُن کے لئے کوئی کام ڈھونڈے۔ 15 فیصد نے جواب دیا کہ وہ انتظار کر رہے ہیں کہ کب ریٹائرڈ ہوں اور کام اس لئے نہیں ڈھونڈ رہے۔ 5 فیصد بالکل کوئی کام نہیں ڈھونڈ رہے کیونکہ نئے کام کا معاہدہ اُن کی جیبوں میں پہلے سے موجود ہے۔ 2 فیصد صرف یہ چاہتے ہیں کہ کام ان کو اُن کی سپیشل لائن میں ہی ملے۔ ایک لمبا عرصہ بے روزگار رہنے پر ان کے خیال میں اب ان کے لئے مارکیٹ میں کوئی چانس نہیں۔ 7 فیصد اس لئے کام نہیں کرنا چاہتے کہ وہ گھر پر اپنے بچوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

نصائح

- ☆ تو اپنا ایمان پختہ کر
- ☆ تو اپنے رب پر بھروسہ کر
- ☆ تو اپنا اخلاق اچھا کر
- ☆ تو ربِ عظیم کے تمام حکموں کو مدنظر رکھ
- ☆ تو مخلوق خدا کی خدمت کر
- ☆ تو سلام کہنے کو رواج دے
- ☆ تو دنیاوی جھوٹی عزت سے بچ کر رہ
- ☆ تو دنیا کی محبت کو ٹھنڈا کر
- ☆ تو جھوٹ پر ہمیشہ مزاحمت کر
- ☆ تو اپنا بدن صاف رکھ
- ☆ تو اپنی زبان شیریں کر
- ☆ تو سچی بات پہ راضی ہو خواہ کسی کی ہو
- ☆ تو اپنا دوست سچا ڈھونڈ
- ☆ تو ہر آن اپنا محاسبہ کر
- ☆ تو اپنی نظر نیچی رکھ
- ☆ تو تکبر کی راہ مٹا دے
- ☆ تو اپنی بات منوانا چھوڑ دے
- ☆ تو نفرت، بغض کا جواب بھی پیار سے دے
- ☆ تو رات کو اُٹھ کر عبادت کر

(مرسلہ:۔اعجاز احمد (فیصل آبادی) جماعت ہائیڈلبرگ)

مسٹر Hohmann اور مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے درمیان

خط وکتابت

احباب کو یاد ہوگا کہ سو مساجد کی تعمیر کے پروگرام کے تحت سالِ رواں کے اوائل میں شہر Schlüchtern کے مضافاتی قصبہ Niederzell میں جماعت احمدیہ نے جب ایک قطعہ زمین خرید کر اس پر تعمیر مسجد کی اجازت کے لئے کوشش کی تو جونہی اہل قصبہ کو اس کا پتہ چلا انہوں نے اس پر احتجاجی جلوس نکالے اور ہر ممکن طریق سے اس کی مخالفت کی۔ اتفاق سے وہ قطعہ زمین ایک ایسی شاہرہ پر واقع ہے جو شہر کے اندر داخل ہونے کی گذرگاہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اس پر ملک کے ایک سیاسی نمائندہ مسٹر Hohmann اور جماعت احمدیہ کے (پریس سیکرٹری) مکرم ہدایت اللہ ہیوبش کے درمیان خط و کتابت کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ جس کے بعض حصے اخبارات میں بھی شائع ہوئے۔ اس خط و کتابت کا خلاصہ احباب کی اطلاع اور دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی آزادی کے باوجود اس ملک کے عوام اور حکومتی طبقہ کے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کیا خیالات ہیں۔

مسٹر Hohmann نے مکرم ہدایت اللہ ہیوبش کے ایک سابقہ، مؤرخہ 28 مارچ 2001ء کے خط پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا کہ جہاں تک Niederzell کے شہریوں کے مجوزہ مسجد کی تعمیر کے خلاف احتجاجی جلوس نکالنے کا تعلق ہے تو یہ انہوں نے اس آزادیٔ ضمیر کی بناء پر کیا جس کا بنیادی حق انہیں ملکی قانون کے مطابق حاصل ہے۔ اس پر آپ کا تنقید کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ملک کے ایک سیاسی نمائندہ کا بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے خیالات اور خواہشات کو سنجیدگی سے لے نہ کہ انہیں اپنے خوف و ہراس کا شکار ہونے دے۔

پھر اس نے ایک مفروضہ پیش کرتے ہوئے اپنے مؤقف کی یوں تائید کی کہ اگر بالفرض اس قصبہ کے کچھ لوگ ایک اسلامی مملکت میں جا کر وہاں اپنی عبادتگاہ تعمیر کرنا چاہیں اور ان کے (مسلمان) ہمسائے مثلاً مجوزہ چرچ کی تعمیر پر خوش نہ ہوں تو کیا وہ اپنے مسلمان ہمسایوں پر یہ الزام لگانے میں حق بجانب ہونگے کہ وہ نفرت اور فساد کو ہوا دینا چاہتے ہیں۔

پھر مسٹر Hohmann مجوزہ مسجد کی تعمیر کی اجازت نہ ملنے کے موجبات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس مقام پر (یعنی اس گذرگاہ پر جہاں سے گاؤں میں داخل ہوتے ہیں) ایک مسجد کی تعمیر اوّل تو قصبے کے مزاج کو یکسر بدل کر رکھ دے گی۔ دوسرے ایک ایسا مذہب جو مقامی لوگوں کے لئے اجنبی ہو، اس کے خلاف ویسے ہی لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ پھر جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اس کے اندرونی فرقہ وارانہ شدید اختلافات کی وجہ سے یہ خوف بھی موجود ہے کہ یہاں بھی اسی قسم کی کشیدہ فضا پیدا ہو جائے گی جو ان کے اپنے ملکوں میں پائی جاتی ہے بالخصوص جبکہ مسٹر ہیوبش نے پاکستان کے اندر جماعت احمدیہ کے خلاف قتل و غارت اور ظلم و تشدد کا ذکر کیا ہے اور یہ خوف بلاوجہ نہیں کیونکہ ابھی حال ہی میں ہم نے اپنی سرزمین پر ترکوں اور کردوں کے مابین فسادات کا منظر دیکھا ہے۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کے لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے اور اس حق سے انہیں کوئی محروم نہیں کر رہا مگر اس کا مطلب کہاں سے نکلتا ہے کہ وہ ضرور Niederzell کے اندر آنے والی شاہراہ کے اوپر ہی مسجد تعمیر کریں۔ اس صورت میں آپ کا "پیار و محبت، امن اور غیر کے ساتھ نیک سلوک" کے حوالے سے دوسروں کو قصوروار ٹھہرانے کا کوئی جواز نہیں یعنی اگر ایسا نہیں ہوتا تو آپ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔

آخر پر مذہبی رواداری پر بحث کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ ہم سب اس کی قدر کرتے ہیں مگر مذہبی رواداری کوئی ایسی جادو کی چھڑی نہیں جو اکثریت کی رائے کو اقلیت میں یا اس کے برعکس بدلنے کی قدرت رکھتی ہو نہ اس لفظ سے اس اقلیت کو اپنی مرضی اکثریت پر ٹھونسنے کا جواز پیدا ہو جاتا ہے۔ دراصل اس میں احمدیہ جماعت والوں کے لئے جمہوری اقدار کے امتحان کا سوال ہے۔ کیا آپ Niederzell کے لوگوں کے جذبات کا احترام کرنے کے لئے تیار ہیں؟

اسکا برادرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے کیا جواب دیا وہ اگلے شمارہ میں پیش کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔

(تلخیص وترتیب:۔فضل الٰہی انوری)

اے میرے سانسوں میں بسنے والو!

دیارِ مغرب سے جانے والو! دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

ہمارے شام و سحر کا کیا حال پوچھتے ہو کہ لمحہ لمحہ
نصیب اِن کا بنا رہے ہیں تمہارے ہی صبح و شام کہنا

تمہیں مٹانے کا زعم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک اِن کی، کرے گا رُسوائے عام کہنا

خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام کہنا

بِساط دنیا اُلٹ رہی ہے، حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نو کے اُبھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام کہنا

کلیدِ فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر
نشانِ فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

بڑھے چلو شاہراہِ دینِ متیں پہ دَڑانا، سائباں ہے
تمہارے سر پر خدا کی رحمت قدم قدم، گام گام کہنا

(از کلام طاہر)